رحمتِ الٰہی کی وسعت

مدرس: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ، ثُمَّ بَیَّنَ ذٰلِکَ: فَمَنْ ھَمَّ بِحَسَنَۃٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَہٗ حَسَنَۃً کَامِلَۃً، فَاِنْ ھُوَ ھَمَّ بِھَا فَعَمِلَھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَہٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِ مِائَۃِ ضِعْفٍ اِلٰی اَضْعَافٍ کَثِیْرَۃٍ، وَمَنْ ھَمَّ بِسَیِّئَۃٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَہٗ حَسَنَۃً کَامِلَۃً، فَاِنْ ھُوَ ھَمَّ بِھَا فَعَمِلَھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ سَیِّئَۃً وَاحِدَۃً)) (متفق علیہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو نیکیاں اور برائیاں لکھنے کا حکم دیا' اس طرح پر کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرے اور اس پر عمل نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک پوری نیکی شمار کر لیتا ہے' اور جو شخص نیکی کا ارادہ کر کے اس پر عمل کرے اس کے حساب میں ایک نیکی کے بدلہ میں دس نیکیاں بلکہ سات سو نیکیاں اور اس سے بھی زیادہ لکھی جاتی ہیں' اور جو شخص برائی کا ارادہ کرے اور برائی کو عمل میں نہ لا سکے (خدا کے خوف سے یا کسی اور وجہ سے) تو خداوند تعالیٰ اپنے ہاں اس کے حساب میں ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے' اور جو شخص برائی کا ارادہ کر کے اس کو عمل میں بھی لائے تو صرف ایک برائی اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہے''۔ (بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی ذات میں بے مثل اور بے مثال ہے اسی طرح اُس کی ہر صفت ازلی و ابدی اور لامحدود ہے۔ تاہم اُس کی صفتِ رحمت سب سے بڑھ کر ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ﴾ (الاعراف:۱۵۶) ''میری رحمت وسیع ہے ہر شے پر''۔ حاملینِ عرش مؤمنین کے حق میں اللہ کے حضور بخشش کی دعا کرتے وقت کہتے ہیں:

﴿رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا......﴾ (المؤمن:۷)

اے ہمارے پروردگار! تیری رحمت ہر چیز پر پھیلی ہوئی ہے' بس تو بخش دے ان لوگوں کو جو توبہ کریں......''

بخاری اور مسلم کی زیر درس حدیث بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر ہے کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے

اُس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اگرچہ وہ شخص اپنے ارادے پر عمل نہ کر سکے۔ اور اگر وہ اپنے ارادے کے مطابق نیک کام کر لے تو اُس کو دس نیکیوں کے برابر بلکہ سات سو یا سات سو سے بھی زیادہ نیکیوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے حساب میں وہ برائی نہیں لکھی جاتی' بلکہ اگر وہ برائی کے ارادے پر عمل نہیں کرتا تو اُس کو ایک نیکی کا ثواب ملتا ہے۔ اور اگر وہ اپنے برے ارادے کے مطابق برائی کر گزرے تو اُس کے نامۂ اعمال میں صرف ایک ہی برائی درج کی جاتی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے' وہ اپنے بندوں کی خطائیں معاف کرنا چاہتا ہے اور نیک کاموں پر زیادہ سے زیادہ ثواب دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۝۱۶۰﴾ (الانعام)

''جو کوئی ایک نیکی لاتا ہے اُس کے لیے دس گنا اجر ہے' اور جو کوئی ایک برائی لاتا ہے تو اس کو بس اسی کی جزا ملے گی اور لوگوں پر ظلم نہیں جائے گا''۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے' بس اس کی رحمت کا دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت ہے۔ ؎

رحمتِ حق بہا نمی جوید
رحمتِ حق بہانہ می جوید

جو شخص بڑا گناہگار ہو' پھر اس کو ندامت ہو' توبہ کرے اور آئندہ کے لیے گناہوں سے باز رہنے کا پختہ ارادہ کر کے اللہ کے حضور معافی چاہے' تو ایسے آدمی پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اس قدر برستی ہے کہ اُس کی برائیاں نیکیوں میں تبدیل کر دی جاتی ہیں۔ الفاظِ قرآنی: ﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ﴾ (الزمر: ۵۳) ''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو'' کا یہی مطلب ہے کہ کوئی گناہگار اپنے بے حساب گناہوں پر نظر ڈال کر رحمتِ الٰہی سے مایوس نہ ہو' بلکہ اگر وہ خلوص کے ساتھ اللہ کو پکارے گا تو اللہ کی بے پایاں رحمت سے نوازا جائے گا۔ ؎

ایں درگہِ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ!

سورۃ الفرقان میں کبیرہ گناہوں کا ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہوا:

﴿اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۝۷۰﴾

''مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کیے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دے گا' اور اللہ تو بخشنے والا اور مہربان ہے''۔

صحیحین کی ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سو رحمتیں ہیں' ان میں سے ایک رحمت اُس نے جن' انسان' چار پایوں اور زہریلے جانوروں میں بھیجی ہے' اس رحمت کے سبب سے وہ آپس میں پیار محبت اور مہربانی کرتے ہیں' جبکہ ننانوے (۹۹) رحمتوں کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے لیے اٹھا رکھا ہے کہ وہ ان سے اس دن اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

ایک دفعہ آپ ﷺ نے سورۃ الرحمٰن کی آیت: ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾ پڑھی کہ ''جو شخص اپنے پروردگار کے روبرو کھڑا ہونے سے ڈرا اُس کو دو جنتیں ملیں گی''۔ صحابیٔ رسول حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپؐ نے یہ سن کر پھر وہی آیت پڑھی۔ ابودرداءؓ نے پھر پوچھا اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپ ﷺ نے پھر وہی آیت پڑھی۔ تیسری مرتبہ ابودرداءؓ نے پھر پوچھا یارسول اللہ اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ''اگرچہ ابودرداء کی ناک خاک آلود ہو''۔ (احمد)

گویا گناہگار سے گناہگار شخص کے گناہ بھی اللہ کی رحمت کے سامنے بے حیثیت ہیں۔

صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص جس نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا' موت کے وقت اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا۔ پھر آدھی راکھ جنگل میں اُڑا دینا اور آدھی دریا میں بہا دینا۔ خدا کی قسم اگر اللہ نے مجھ پر قابو پا لیا تو وہ مجھے ایسا عذاب دے گا جیسا دنیا میں پہلے کسی کو نہ دیا ہوگا۔ جب وہ بندہ مر گیا تو اُس کے بیٹوں نے اس کی وصیت کے مطابق عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا اور اس کے اندر کی راکھ جمع کی' پھر جنگل کو حکم دیا اور اُس کے اندر کی راکھ جمع کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا: پروردگار تیرے خوف سے' اور تو یہ بات خوب جانتا ہے۔ اس پر اللہ نے اسے بخش دیا۔ (عن ابی ہریرہؓ) اگرچہ اس شخص کی وصیت غلط تھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس خوف کی وجہ سے اُسے بخش دیا جو اسے قیامت کے دن اللہ کے سامنے کھڑا ہونے سے تھا۔ پس اللہ تعالیٰ سے خوف کھانا اللہ کی رحمت کو متوجہ کرتا ہے۔

صحیحین کی ایک حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو ایک کتاب لکھی جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے۔ اس کتاب میں یہ الفاظ ہیں: ((اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ)) ''میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی''۔ (عن ابی ہریرہؓ)

گویا اللہ کی رحمت کی کوئی حد نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے اس سے کہیں زیادہ محبت ہے جتنی ایک ماں کو اپنے بچے کے ساتھ ہوتی ہے۔ ایک دفعہ جب ایک عورت کو اپنے بچے کے ساتھ والہانہ محبت کرتے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا: کیا تمہارے خیال میں یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی؟ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ہرگز نہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ''اللہ اپنے بندوں پر اس

سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے''۔ (صحیحین' عن عمر بن الخطابؓ)

انسانوں کا پروردگار اپنے بندوں پر بے حد مہربان ہے' پھر بھی انسان اپنی بری روش' سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے عذاب کا مستحق بن جائے تو اس سے بڑی بدبختی اور محرومی اور کیا ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم کسی غزوے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ ایک جماعت کے قریب سے گزرے اور پوچھا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم مسلمان ہیں۔ اس جماعت میں ایک عورت ہانڈی پکا رہی تھی اور اس کا بیٹا اس کے پاس تھا۔ جب آگ کا شعلہ بلند ہوتا تو عورت لڑکے کو پیچھے ہٹا لیتی۔ پھر عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: کیا آپؐ خدا کے رسول ہیں؟ فرمایا: ''ہاں''۔ عورت نے پوچھا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! کیا اللہ بہت رحم کرنے والا نہیں؟ فرمایا: ''ہاں''۔ عورت نے کہا: اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں ہے جتنا کہ ایک ماں اپنے بچوں پر رحم کرتی ہے؟ فرمایا: ''ہاں''۔ عورت نے کہا ماں تو اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالتی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر جھکا لیا اور روتے رہے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر عذاب نہیں کرتا سوائے ان لوگوں پر جو سرکش ہیں' یعنی اللہ سے سرکشی کرتے ہیں اور اس کا حکم نہیں مانتے اور لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کرتے ہیں''۔ (ابن ماجہ)

جن احادیث میں اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور مغفرت کا مطلق ذکر ہے وہاں یہ بات مسلّم ہوتی ہے کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا وہ گناہ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک سے زائد مقامات پر دوٹوک انداز میں فرما دیا ہے کہ شرک اللہ کے نزدیک ناقابل بخشش گناہ ہے۔ پس کسی انسان کا اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور بخشش کے باوجود اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق ہو جانا بھی عین ممکن ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور مغفرت کا امیدوار ہونے کے لیے لازم ہے کہ بندہ اپنے کو اس کا اہل بنانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو مانے' حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی کوشش کرے۔ اللہ کے غضب کو دعوت دینے والے کام نہ کرے۔ استغفار کو اپنا شعار بنائے۔ شرکیہ اُمور سے سخت اجتناب کرے' کیونکہ شرک بندے کو اللہ کی بے پایاں رحمت سے محروم کر دیتا ہے۔ خود قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ط﴾ (المائدۃ: ۷۲) ''بے شک جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا پس حرام کی اللہ نے اُس پر جنت اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔'' ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گدھے پر سوار تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اے معاذ! بندوں پر خدا کا یہ حق ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں' اور خدا پر بندوں کا یہ حق ہے کہ جو شخص اس کی ذات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے وہ اس کو عذاب نہ دے۔'' (بخاری و مسلم)

(باقی صفحہ 51 پر)